فکری اور عملی طور پر میدان عمل میں موجود رہے۔ شیعہ اسلام اور سنی اسلام آپس میں بھائی بھائی ہیں اسلام دونوں کے وجود، بقا اور سلامتی کا ضامن ہے۔ اگر سعودی عرب اور ایران تحفظ حجاز مقدس اور حرمین شریفین مکی و مدنی کے نقطہ پر جمع نہ ہوئے تو ہمیں خدشہ ہے۔

تمہاری داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں

امریکہ سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ ایران کو پاکستان اور سعودی عرب سے دور کر کے انڈیا سے جوڑ دیا جائے۔ انڈیا پاکستان کو تنہا کرنے کی پالیسی پر تیزی سے عمل پیرا ہے۔ گوادر اور چاہ بہار دونوں اسلامی بہنیں ہیں۔ ان کے درمیان انڈیا چوہدری بن کے بیٹھ جائے تو ایران اور پاکستان کی مسلمانی ضرور اپنی بدنصیبی پر ماتم کرے گی۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ایران کی قیادت اس قیامت کی گھڑی میں اس مسئلہ پر سنی، شیعہ کے حوالے سے نہیں بلکہ اسلام کی عینک سے نظر ڈالے گی۔

سبط نبی اور کوفی

10 محرم کو پور بتول جنہیں اقبال نے بستان رسول کا سرو آزاد کہا ہے، شہید ہوئے۔ مدتوں شیعانِ پاکستان اپنی عزاداری میں پنجابی کا یہ مصرعہ پڑھتے رہے ہیں۔

شبیر دیاں حیداراں نے کوفے دا بہانہ نہیں منا

ہم تواتر سے ہر محرم میں اس شہادت مظلوم کا رشتہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلوم شہادت سے جوڑتے آئے ہیں کہ قتل کا جو سلسلہ سبائی کوفیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شروع کیا وہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہوئے کربلا میں سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد واعیان و انصار کے خونِ ناحق پر منتج ہوا۔ یہ زخم جسد اسلام پر اتنا گہرا ثابت ہوا کہ جس کے اثرات آج تک باقی ہیں اور اسلام ہمیشہ کیلئے دو ٹکڑے ہو کر سنی اور شیعہ ہو گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں ہی دشمنان اسلام کا ہدف تھے مگر اول الذکر رتبہ شہادت پا گئے۔ جبکہ موخر الذکر کیلئے پروانہ شہادت دربار حق سے جاری نہ ہوا تھا اور وہ بچ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت گو کہ ان کے اپنے مقام پر بڑی سعادت تھی مگر سرمایہ اسلام میں نقصانِ عظیم تھی۔

تاریخ کربلا پر، کربلا کے ذمہ داروں نے ہی اس قدر تعصب کی گرد بٹھا دی ہے اور واقعات باہم

اتنے متضاد بنا دیئے ہیں کہ کسی بھی غیر جانبدار قاری کیلئے حقیقت تک رسائی پانا مشکل ہوگیا ہے۔ یہ واقعہ تضادات کا مجموعہ بن کر رہ گیا جس پر انگریز مؤرخین نے طبع آزمائی کی اور حقیقت گم شدہ کی تلاش میں تحقیقی جدوجہد کی ہے مگر کسی کے ہاتھ میں سچائی کا سررشتہ نہ آیا۔

بہر حال دستیاب معلومات کی روشنی میں ایک ہی رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ اس سازش کے تیار کرنے والے لوگوں نے اتنی مہارت سے تانا بانا بنا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے سنگین جرم کے مرتکب اور ذمہ دار افراد نے گویا قتل سے پہلے ہاتھوں پر دستانے پہن رکھے تھے۔ وہ اتنا ضرور جانتے تھے کہ امیر یزید اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان بیعت کا تنازعہ ایسی صورت اختیار کر چکا تھا کہ قتل کوئی بھی کرے ذمہ داری نہایت آسانی سے امیر یزید پر ڈالی جائے گی۔ واللہ أعلم بالصواب۔ ہم یہ ضرور کہیں گے کہ وہ لوگ بڑے بے درد ہیں جو واقعہ کربلا کو کرسی کی جنگ کہتے ہیں۔ حیاتِ حسین رضی اللہ عنہ میں حب جاہ کا کوئی عنصر تاریخ میں بیان نہیں ہوا۔ وہ زہد و ورع، سخاوت وعطا اور بخشش خطا کا پیکر تھے۔ سبائی اور کوفی اشرار نے ان کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ کربلا میں لا بٹھایا۔ لڑنے کا وقت آیا تو منہ موڑا۔ شہید ہوگئے تو مشہد کو ماتم کدہ بنایا۔

کنٹوپ اور بجلی

ہر آنے والا وزیر اعظم حلف اٹھانے کے بعد پھرتیاں دکھاتا، بلکہ انتخابی مہم کے دوران ہی دو ماہ، چھ ماہ یا تخت نشینی کے بعد اس وقت تک لوڈ شیڈنگ کا عذاب خود بھی اٹھانے کا اعلان کرتا ہے جب تک ہر شہری اور دیہاتی صارف اس درد میں مبتلا رہتا ہے۔ میاں شہباز شریف کے اعلانات کو، بڑے بھائی نے، ان کی جذباتیت کا اثر قرار دے کر مسترد کر دیا تو عوام کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ البتہ شوکت عزیز اور یوسف رضا گیلانی کی طرح لوہے کا کنٹوپ سر پر سجا کر وزیر اعظم نے نیلم جہلم کے مقام اتصال پر زیر تعمیر بجلی گھر کے محل وقوع پر جا فوٹو بنوائی جس سے یہ تاثر دیا کہ بجلی بنانا ان کی اولین ترجیح ہے۔ ہر صارف کا یہی خیال تھا کہ دونوں میاں صاحبان اور کچھ کریں یا نہ کریں لوڈ شیڈنگ مٹا کے دم لیں گے مگر یہ خیال، خیال ہی رہا اور لوڈ شیڈنگ کا عذاب بدستور قائم، بلکہ شدید تر ہوگیا ہے۔

وزیر اعظم کہیں تو مان لینا واجب ہے کہ بجلی کی پیداوار بڑھ گئی ہے اور صورتِ حال گزشتہ ادوار سے بہتر ہوئی ہے مگر زمینی حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ حکومت رمضان شریف کے دوران بھی اپنا یہ وعدہ پورا